روزے کا فلسفہ

عبدالرشید عراقی، سوہدرہ

روزے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ [البقرۃ:۱۸۳]

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کیے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے۔ عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے روزے کا حکم دینے کے بعد اس کی علت ایک نہایت ہی جامع و مانع اصطلاح شریعت میں واضح کردی ہے کہ: لعلکم تتقون (تاکہ تم برائیوں سے بچو اور پرہیزگار بننے کی صلاحیت پیدا کرو)۔ تقویٰ بچنے اور پرہیز کرنے کو کہتے ہیں۔ قرآن کریم کی اصطلاح میں اس سے مقصود تمام برائیوں سے، ذلتوں سے بچنا اور پرہیز کرنا ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) فرماتے ہیں:

''تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد دل کو گناہوں سے جھجک معلوم ہونے لگتی اور نیک باتوں کی طرف اس کو بے تابانہ تڑپ ہوتی ہے اور روزے کا مقصود یہ ہے کہ انسان کے اندر یہی کیفیت پیدا ہو۔ بات یہ ہے کہ انسانوں کے دلوں میں گناہوں کے اکثر جذبات بہیمی قوت کی افراط سے پیدا ہوتے ہیں۔ روزہ انسان کے ان جذبات کو شدت سے محسوس کرتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ ان نوجوانوں کا علاج جو اپنی مالی مجبوریوں کے سبب نکاح کرنے کی قدرت نہیں رکھتے اور ساتھ ہی اپنے نفس پر قابو نہیں رکھتے، روزہ بتایا ہے اور فرمایا ہے کہ روزہ شہوت توڑنے اور کم کرنے کی بہترین چیز ہے''۔ [سیرۃ النبی ۵/ ۲۳۳تا۲۳۴]

مولانا ابوالکلام آزادؒ (م ۱۹۵۸ء) لکھتے ہیں:

''روزہ کا اصل مقصد وہ ہے جو ہمیں پرہیزگاری کا سبق دے، روزہ وہ ہے جو ہمارے اندر تقویٰ اور طہارت پیدا کرے۔ روزہ وہ ہے جو ہمیں صبر و تحمل اور شدائد و تکالیف کا عادی بنائے، روزہ وہ ہے جو ہماری

تمام بہیمی قوتوں اور غضبی خواہشوں کے اندر اعتدال پیدا کرے، روزہ وہ ہے جس سے ہمارے اندر نیکیوں کا جوش، صداقتوں کی محبت، راستبازی کی شگفتگی اور برائیوں سے اجتناب کی قوت پیدا ہو، یہی چیز روزہ کا اصل مقصود ہے اور باقی سب کچھ بمنزلہ وسائل و ذرائع کے ہے"۔

لاحاصل روزہ

شریعت اسلامیہ نے روزہ کی برکتوں کیلئے یہ شرط لگادی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف وہ روزہ قبول ہے جو ایمان واحتساب کے جذبہ کے ساتھ رکھا جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: **من صام رمضان ایمانا و احتساباً غفرلہٗ ما تقدم من ذنبہ** (صحیح بخاری) جس شخص نے رمضان کے روزے احتسابِ نفس کے ساتھ رکھے سو اللہ تعالیٰ اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ارشاد نبویؐ ہے: جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کام نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ [صحیح بخاری]

اس حدیث کی تشریح میں مولانا محمد منظور نعمانی فرماتے ہیں" معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں روزے قبول ہونے کیلئے ضروری ہے کہ وہ کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ معصیات و منکرات سے بھی زبان و ذہن اور دوسرے اعضا کی حفاظت کرے۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھے اور گناہ کی باتیں اور گناہ والے اعمال کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی پرواہ نہیں"۔ [معارف الحدیث ۴/۱۱۲]

مولانا ابوالکلام آزادؒ فرماتے ہیں:

" کتنے لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اور ساتھ ہی ایک سچے صائم کی پاک اور ستھری زندگی بھی انہیں نصیب ہے۔ آہ! میں ان لوگوں کو جانتا ہوں جو ایک طرف تو نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں، دوسری طرف لوگوں کا مال کھاتے، بندوں کے حقوق غصب کرتے، اعزہ و اقارب کے فرائض پامال کرتے، بندگانِ الٰہی کی غیبتیں کرتے، ان کو دکھ اور تکلیف پہنچاتے، طرح طرح کے مکر و فریب کو کام میں لاتے ہیں۔ یعنی اپنے دل کے شکم کو تو گناہوں کی کثافت سے آسودہ اور سیر رکھتے ہیں جب کہ ان کے جسم کا پیٹ بھوکا ہوتا ہے۔ کیا یہی وہ روزہ دار نہیں جن کی نسبت فرمایا کہ: (**کم من صائم لیس لہٗ فی صومہ الا الجوع**

والعطش. [صحیح بخاری وسنن ابن ماجہ] کتنے ہی روزہ دار ہیں جنہیں ان کے روزے میں سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں ملتا"۔ [ارکانِ اسلام ص: ۲۸۵]

بے سود قیام

جو آدمی روزہ رکھ کر ایسی باتوں سے پرہیز نہیں کرتا جس کی شریعت اسلامیہ نے اجازت نہیں دی اور اس کو صرف بھوک و پیاس سے واسطہ پڑتا ہے۔ اسی طرح جو آدمی لغویات سے پرہیز نہیں کرتا اور رات کو نماز تراویح ادا کرتا ہے اور قرآن سنتا ہے، دن کو قرآن کی تلاوت بھی کرتا ہے مگر معصیات اور منکرات کو اپنائے رکھتا ہے تو اس کو نہ قیام سے کچھ حاصل ہوتا ہے اور نہ تلاوت قرآن مجید سے، سوائے تھکاوٹ کے۔ ایسے مسلمانوں کے بارے میں مولانا آزادؒ فرماتے ہیں:

"وہ راتوں کو تراویح میں قرآن سنتے ہیں اور صبح کو اس کی منزلیں ختم کرتے ہیں لیکن اس کی نہ تو ہدایتیں ان کے سامعہ سے آگے جاتی ہیں اور نہ اس کی صدائیں حلق سے نیچے اترتی ہیں"۔

"اور کتنے راتوں کو ذکر و تلاوت کا قیام کرنے والے ہیں کہ انہیں اس سے سوائے شب بیداری کے اور کچھ فائدہ نہیں۔" [سنن ابن ماجہ]

پھر فرمایا: "بہت سے قرآن کی تلاوت کرنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت بھیجتا ہے"۔ (ارکان اسلام ص: ۲۸۶) اس لئے جناب رسالت مآب ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ تم میں سے کوئی روزہ سے ہو تو نہ بدکلامی اور فضول گوئی کرے نہ شور و شر کرے، اگر کوئی اس کو گالی دے اور لڑنے جھگڑنے پر آمادہ ہو تو یہ کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔ [صحیح بخاری]

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: الصومُ جُنّةٌ روزہ ڈھال ہے۔

روزہ کی قدر و قیمت اور اس کا صلہ

حدیث قدسی میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (قال اللہ تعالیٰ کل عمل ابن آدم له الا الصیام فانهٗ لی وانا اجزی به والصیام جُنّةٌ) [صحیح بخاری] "اللہ تعالیٰ نے فرمایا انسان کا تمام عمل اس کیلئے ہے لیکن روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں اور روزہ ڈھال ہے۔